[1999] سپریم کورٹ رپوٹس2.S.C.R

از عدالت عظمی

مسٹر فضلور رحمان اور دیگران

بنام

اسٹیٹ آف یو۔ پی اور دیگران

16 ستمبر 1999

[ڈاکٹر اے ایس آنند، چیف جسٹس ایس راجندر بابو اور آر سی لاہوٹی، جسٹسز]

کمیشن آف انکوائری ایکٹ، :1952

دفعہ 3(4)–میرٹھ فسادات پر پاریکھ کمیشن کی رپورٹ–کمیشن نے فسادات کے ذمہ دار کسی خاص شخص کی شناخت نہیں کی اور نہ ہی اس نے کسی عہدیدار پر ڈیوٹی میں لاپرواہی کی ذمہ داری طے کی–ریاستی کابینہ کا فیصلہ کہ شہر میں مذہبی اور سیاسی ہم آہنگی برقرار رکھنے اور کسی خاص طبقے یا برادری میں کسی بھی اشتعال کو روکنے کے لیے مزید کارروائی نہ کی جائے–منعقد کی گئی، رپورٹ کو ریکارڈ میں پیش کیا جائے۔

کمیشن آف انکوائری رپورٹ–ریاستی حکومت کی طرف سے ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے عدم کارروائی–جس رپورٹ کے بارے میں توقع کی جا رہی تھی کہ اسے رپورٹ سے لیا جائے، اس کا فوری نوٹس نہیں لیا گیا–یہ ایک صحت مند رجحان نہیں ہے اور تاخیر تاخیر کے محرکات کے بارے میں قابل روک تھام شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے–طویل عرصے تک اس طرح کی عدم فعالیت کی وجہ سے، کمیشن آف انکوائری کی تشکیل کا مقصد ہی مایوس ہو جاتا ہے–یہ مناسب ہوگا کہ جب قطعی عوامی اہمیت کے معاملے میں کمیشن آف انکوائری کا تقرر کیا جائے تو ریاستی حکومت اس رپورٹ کی تیزی سے جانچ کرے اور کارروائی کے بارے میں فیصلہ کرے، اگر اس رپورٹ پر فوری طور پر غور کیا جائے–تمام ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے نوٹس میں مشاہدات لانے کے لیے چیف سکریٹری، یونین آف بھارت کو بھیجے جانے والے حکم کی کاپی۔

شہری بنیادی دائرہ اختیار حکم 1984: کی عرضی درخواست (C) نمبر 11742–44-

(آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت)

درخواست گزاروں کے لیے مشرف چودھری اور پی ایچ پاریکھ

جواب دہندگان کے لیے اے بی روہتاگی اور آر بی مشرا

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

14 اکتوبر 1998 کا ہمارا حکم اس حکم کے ایک حصے کے طور پر مانا جائے گا۔

مسٹر۔این۔روی شنکر، سکریٹری، محکمہ داخلہ، حکومت اتر پردیش نے 11 دسمبر 1998 کو اس عدالت میں 8 دسمبر 1998 کو ایک بیان حلفی دائر کیا ہے۔ بیان حلفی کے ساتھ انہوں نے جسٹس سی ڈی پاریکھ کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ بھی داخل کیا ہے۔ مسٹر روی شنکر کے بیان حلفی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ستمبر 1982 میں میرٹھ میں ہونے والے فسادات سے متعلق 1988 میں پیش کی گئی پاریکھ کمیشن کی رپورٹ پر ریاستی کابینہ نے غور کیا تھا اور اس کے ذریعے درج ذیل فیصلے لیے گئے تھے۔

(کمیشن کی رپورٹ کمیشن آف انکوائری ایکٹ 1952 کی دفعہ 3(4) توضیعات کے مطابق ایوان میں پیش کی جائے۔

(ii) 20.9.1982 کے واقعے سے متعلق رپورٹ ریاستی حکومت کو نومبر 1988 میں موصول ہوئی تھی۔اس کے بعد سے اب تک کسی بھی سابقہ حکومت نے کوئی فیصلہ لینا مناسب نہیں سمجھا۔کمیشن نے کسی خاص شخص کو ذمہ دار نہیں پایا اور یہ رائے ظاہر کرنے کے باوجود کہ مقامی انتظامیہ نے کئی جگہوں پر فسادات پر قابو پانے کے لیے مناسب صوابدید کا استعمال نہیں کیا، اس نے کسی خاص اہلکار کو سزا دینے کی سفارش نہیں کی۔ میرٹھ شہر میں موجودہ حکومت کی طرف سے قائم کردہ مذہبی اور سیاسی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے اور کمیونٹی کے کسی خاص طبقے میں کسی بھی اشتعال انگیزی کو روکنے کے لیے اور کمیشن کی رپورٹ پر کارروائی کو مفادِ عامہ میں مناسب نہیں پایا گیا ہے۔

(iii) کمیشن کی رپورٹ کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور اسے ریکارڈ میں بھیج دیا جاتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی کابینہ نے میرٹھ شہر میں مذہبی اور سیاسی ہم آہنگی برقرار رکھنے اور کسی خاص طبقے یا برادری میں کسی بھی اشتعال انگیزی کو روکنے کے لیے پاریکھ کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر مزید کوئی کارروائی نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس میں خود کسی خاص شخص کو فسادات کے ذمہ دار کے طور پر شناخت نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی کسی اہلکار پر ڈیوٹی میں لاپرواہی کی ذمہ داری مقرر کی گئی تھی۔ ریاستی حکومت نے رپورٹ پر غور کرنے اور فیصلہ لینے کے بعد، اس رٹ پٹیشن پر مزید غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور ہم ہدایت دیتے ہیں کہ اسے ریکارڈ میں پیش کیا جائے۔

تاہم، اس معاملے سے علیحدگی اختیار کرنے سے پہلے، ہم ریاستوں کی طرف سے کمیشن آف انکوائری کی رپورٹوں کے ساتھ جس طرح سلوک کیا جا رہا ہے اس پر اپنے غم و غصے کا اظہار کرنا چاہیں گے۔ اس معاملے میں ریاستی حکومت کو عدالت عالیہ کے ایک سابق جج کی سربراہی میں کمیشن آف انکوائری کی رپورٹ کا نوٹس لینے میں ایک دہائی سے زیادہ کا وقت لگا ہے۔ طویل عرصے تک اس طرح کی غیر فعالیت کی وجہ سے، کمیشن آف انکوائری ایکٹ 1952 کے تحت کمیشن آف انکوائری کے قیام کا مقصد ہی مایوس ہو جاتا ہے اور یہ دلیل کہ اس طرح کے کمیشنوں کا تقرر ایکٹ کے تحت صرف آنکھ دھونے کے طور پر کیا جاتا ہے، ساکھ حاصل کرتی ہے۔

یہ مناسب ہے کہ جب قطعی عوامی اہمیت کے معاملے میں، کمیشن آف انکوائری ایکٹ، 1952 کے تحت ایک کمیشن آف انکوائری کا تقرر کیا جاتا ہے، تو ریاستی حکومت کو اس رپورٹ کی تیزی سے جانچ کرنی چاہیے اور یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس رپورٹ پر فوری طور پر کیا کارروائی کی ضرورت ہے۔ کسی رپورٹ کو برسوں تک ایک ساتھ زیر التوا رکھنا اور جیسا کہ اس معاملے میں ایک دہائی تک کسی کو کریڈٹ نہیں ملتا۔ کمیشن آف انکوائری کی رپورٹوں کو برسوں تک اکٹھا کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ یہ اس طرح کے کمیشنوں کی افادیت پر منفی عکاسی کرتا ہے اور پوری مشق کی ساکھ کو متاثر کرے گا۔

ہم اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اس خاص معاملے میں، ستمبر 1982 میں ہونے والے فسادات اور 1998 میں کابینہ کے ذریعے لیے گئے حتمی فیصلے کے درمیان ریاست اتر پردیش میں کئی حکومتیں بدل گئی تھیں۔ لیکن جو بھی ہو، حقیقت یہ ہے کہ اب بھی اس رپورٹ کا فوری نوٹس نہیں لیا گیا جس کی رپورٹ سے متوقع طور پر لیا جانا تھا۔ یہ ایک صحت مند رجحان نہیں ہے اور تاخیر تاخیر کے محرکات کے بارے میں ممکنہ شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے۔ اس سے بچنا بہتر ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمیں کسی اور صورت میں یہ کہنے کا کوئی اور موقع نہیں ملے گا۔

اس حکم کی ایک نقل ہوم سکریٹری، یونین آف انڈیا کو بھیجی جائے گی، جس میں درخواست کی جائے گی کہ مذکورہ بالا مشاہدات کو تمام ریاستی حکومتوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے نوٹس میں لایا جائے۔

آر پی

درخواستیں نمٹا دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:56
I am the author of this document